

حافظ ابن عبد البر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ

— عبد الرشید عراقی —

حافظ ابن عبد البر کی عظمت شان اور علمی کمالات کا تمام ائمہ فن، ارباب سیر، تذکرہ نگار اور ان کے معاصرین نے اعتراف کیا ہے۔ اور ان کے علم و فضل، حفظ و ضبط، عدالت و شجاعت، امانت و دیانت اور تمام علوم اسلامیہ میں ان کے جامع ہونے کا محدثین کرام اور ائمہ عظام کا اتفاق ہے۔ حافظ ذہبی نے احداً اعلام کے الفاظ سے یاد کیا ہے^(۱) ابن عماد حنبلی نے علامۃ العلم لکھا ہے^(۲) علامہ سمعانی نے ان کو جلیل القدر امام فاضل کا لقب عطا کیا ہے^(۳)۔ حضرت شاہ عبد العزیز لکھتے ہیں کہ حافظ ابن عبد البر قرطبی "بلاد مغرب کے کبار علماء میں سے تھے۔ ان کا علمی پایہ امام بیہقی اور امام ابن حزم رحمہما اللہ تعالیٰ سے کمتر نہیں تھا اور وہ اپنے علمی کمالات کی وجہ سے مرجع انام، یگانہ روزگار، اور امام وقت سمجھے جاتے تھے۔"^(۴)

ولادت : ابن عبد البر کی ولادت ۲۵ ربیع الآخر ۳۶۸ھ کو اندلس کے پایہ تخت قرطبہ میں ہوئی^(۵)۔ ان کا شجرہ نسب یہ ہے : یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر بن عاصم^(۶)۔
خاندان : ابن عبد البر کا تعلق قرطبہ کے قبیلہ تمرین سے تھا۔ ان کے والد امام ابو محمد عبد اللہ کا شمار قرطبہ کے ممتاز علماء و فضلاء میں ہوتا تھا اور ان کو شعر و ادب سے اچھا ذوق اور شغف تھا۔ ابن عبد البر کی نشو و نما اسی صاحب کمال باپ کی آغوش میں ہوئی تھی۔^(۷)
اساتذہ و تلامذہ : حافظ ابن عبد البر نے جن اساتذہ سے استفادہ کیا ان کی مکمل فہرست حافظ ذہبی اور علامہ ابن فرحون نے اپنی اپنی کتابوں میں درج کی ہے اور اسی طرح ان کے تلامذہ کی فہرست بھی درج کی ہے۔^(۸)

تتمتہ تعلیم : حافظ ابن عبد البر کے بارے میں اہل سیر اور تذکرہ نگاروں نے تصریح

کی ہے کہ انہوں نے علمائے اندلس سے ہی اکتساب فیض کیا۔ اندلس سے باہر تشریف نہیں لے گئے۔^(۹)

علم و فضل : حافظ ابن عبد البر کے علم و فضل اور صاحب کمال ہونے پر علمائے فن کا اتفاق ہے۔ ان کے حفظ و ضبط، عدالت و ثقاہت اور اتقان میں بلند مرتبہ ہونے کا علمائے فن اور ان کے معاصرین نے اعتراف کیا ہے۔ ارباب سیر نے ان کو حافظ اندلس کا لقب عطا کیا ہے۔ ابن فرحون نے لکھا ہے کہ اندلس کی سرزمین میں وہ سنن ماثورہ کے سب سے بڑے حافظ تھے^(۱۰)۔ اہل سیر نے ابن فرحون کے اس قول کی توثیق کی ہے۔

حدیث اور اس کے متعلقات میں ان کو کمال حاصل تھا۔ گو ان کو تمام علوم اسلامیہ میں درک حاصل تھا لیکن حدیث و رجال میں ان کو خاص امتیاز حاصل تھا۔ بقول علامہ ابن خلدون وہ محدث و محدثین کے حافظ اور امام عصر تھے^(۱۱)۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ عبد البر علم حدیث و رجال کے ممتاز عالم تھے۔^(۱۲)

حافظ ابن عبد البر رجال اور جرح و تعدیل میں یگانہ روزگار تھے اور اس فن میں ان کے صاحب کمال ہونے کا پتہ ان کی تصانیف خاص طور پر موطا امام مالک کی شروح التہمید اور کتاب الاستذکار کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔ علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ حافظ ابن عبد البر نے متن و سند کی تصحیح، مرسل و مسند کی تمیز، موصول و منقطع میں تفریق اور ضعفاء و ثقاہت میں امتیاز کر کے صحیح و سقیم کو پوری کوشش سے الگ کر دیا اور مخفی و مستور حدیثوں کا کھوج لگا کر ان کے علل کی نشاندہی اور اسقام و عیوب پر متنبہ کر دیا۔ موطا کی شروح میں سندوں کی وضاحت پر خاص توجہ کی ہے اور مرسل و منقطع اور بلاغات موطا پر لطیف بحث و کلام کیا ہے۔^(۱۳)

فقہ میں بھی ان کو کمال حاصل تھا اور اپنے فقہی کمالات کی وجہ سے مرتبہ اجتماد پر فائز تھے۔ ائمہ فن نے ان کی فقہی بصیرت کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ بلند مرتبہ فقیہ اور خلائیات کے عالم تھے۔^(۱۴)

حافظ ابن عبد البر صرف حدیث اور فقہ میں ممتاز نہ تھے بلکہ دوسرے علوم اسلامی قراءت، تفسیر، تاریخ، انساب، ادب و لغت، سیر و اخبار میں بھی اچھی دسترس رکھتے تھے۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ حافظ ابن عبد البر علم انساب، اخبار، ادب و معانی و بیان میں یدِ طولی رکھتے تھے۔ (۱۵)

شعرو سخن کا بھی اچھا ذوق رکھتے تھے۔ اہل سیر نے ان کے اشعار اپنی اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں ان کے دو شعر ہیں :

مقالة ذی نصح وذات فوائد اذا من ذوی الالباب کان استماعها

علیکم بانثار النبی فانہ من افضل اعمال الرشاد اتباعها (۱۶)

(عقل مندوں کی پُر موعظت اور فائدہ مند گفتگو کو سن لو۔ رسول اللہ ﷺ کے

آثار و حدیث کی پیروی کو لازم سمجھو کیونکہ تمام اعمال رشد سے بڑھ کر اس کا

اتباع ہے۔)

فقہی مذہب : حافظ ابن عبد البر فقہی مسلک میں امام مالک بن انس سے وابستہ تھے اور

ان کا علم فقہی کا بڑا ذخیرہ تھا۔ لیکن وہ جامد مقلد نہ تھے، بعض مسائل

میں وہ شافعیہ کے ہمنوا تھے۔ اس میلان کی وجہ سے حافظ ابن کثیر نے ان کا طبقات شافعیہ

میں تذکرہ کیا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ مالکی تھے، البتہ ان میں اجتہادی بصیرت تھی اور

وہ اندھی تقلید سے دور تھے۔ (۱۷)

حافظ ابن عبد البر تمام علوم اسلامیہ کے جامع تھے۔ فقہی جامعیت اور اجتہادی

بصیرت میں صاحب کمال ہونے کی بنا پر محکمہ قضاء بھی ان کے سپرد کر دیا گیا۔ چنانچہ کئی سال

تک وہ عدۃ قضاء پر متمکن رہے۔ (۱۸)

اخلاق و عادات : حافظ ابن عبد البر سیرت و اخلاق میں بھی ممتاز تھے۔ علم و فضل کی

طرح و روع و تقویٰ میں بھی عدیم المثال تھے۔ اہل سیر نے ان کو صدق و دیانت، حسن

عقیدہ، عفت و پاکدامنی اور اتباع سنت میں بے مثال بتایا ہے۔ حضرت شاہ عبد العزیز

محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ حافظ ابن عبد البر صدق و دیانت، حسن عقیدہ اور اتباع سنت

میں بے مثال تھے۔ (۱۹)

ابتلاء و آزمائش : حافظ ابن عبد البر ابتلاء و آزمائش سے بھی دوچار ہوئے اور اس

سلسلہ میں انہیں جلا وطن ہونا پڑا۔ ابن فرحون لکھتے ہیں :

رحل عن وطنه في الفتنة فجال الغرب الاندلس (۲۰)

”فتنہ کے وقت وہ اپنے وطن سے رحلت کر کے مغربی اندلس چلے گئے۔“

وفات : حافظ ابن عبدالبر نے ۹۵ سال کی عمر میں اندلس کے ایک شہر شامیہ میں انتقال کیا۔ سن وفات ۴۶۳ھ ہے۔ (۲۱)

تصانیف : حافظ ابن عبدالبر بلند پایہ مصنف تھے۔ تصنیف و تالیف کا ان کو فطری ذوق تھا۔ تذکرہ نگاروں اور ائمہ فن نے ان کی تصانیف کی تعریف و توصیف کی ہے۔

علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ تصنیف و تالیف میں توفیق الہی اور تائید ایزدی ان کے شامل حال تھی (۲۲)۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ حافظ ابن عبدالبر عمدہ اور عظیم الشان کتابوں کے مصنف تھے اور ان کی تصنیفات کو بڑی شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی (۲۳)۔ مولانا محمد امجد علی صاحب صاحب دہلوی (۲۴) نے ان کی ۳۲ کتابوں کے نام اپنی کتاب تذکرۃ المحدثین میں درج کئے ہیں (۲۴)۔ مگر میں طوالت کے خوف سے یہاں ان کی صرف سات کتابوں کا مختصر تعارف پیش کرتا ہوں۔

۱) **التهمید لما فی الموطا من المعانی والاسانید :** یہ موطا امام مالک کی عظیم الشان اور شرعہ آفاق شرح ہے۔ اس کتاب کو حدیث کی عمدہ اور بہترین شروح میں خیال کیا جاتا ہے۔ اسی کی بدولت حافظ ابن عبدالبر کو ممتاز محدث اور مالکیہ میں سب سے بلند پایہ محدث اور شارح حدیث قرار دیا گیا۔ علمائے حدیث نے اس شرح کی تعریف و توصیف کی ہے۔ علامہ ابن حزم فرماتے ہیں کہ فقہ و حدیث میں ایسی عمدہ کتاب میری نظر سے نہیں گزری (۲۵)۔ علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ حافظ ابن عبدالبر سے پہلے کسی نے ایسی عظیم الشان کتاب نہیں لکھی۔ (۲۶)

حضرت شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ حافظ ابن عبدالبر کی ”التهمید“ فقہ و حدیث میں نادرۃ روزگار اور روشن ضمیر مجتہدوں کے لئے سرمہ بصیرت ہے۔ مذہب مالکی کے متعلق تنہا یہی کتاب کافی ہے (۲۷)۔ مولانا محمد بن یوسف سورتی اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں : شروح حدیث میں ابن عبدالبر کی قابل قدر اور بہترین کتاب ہے جس

کی نظیر اب تک کوئی شرح نہیں لکھی گئی (۲۸)۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں کہ اس کی ترتیب و تصحیح میں حافظ ابن عبد البر نے موطا کے ۱۲ مستند نسخوں سے مدد لی تھی۔ (۲۹)

علمائے حدیث کا اس شرح کے بارے میں متفقہ فیصلہ ہے کہ یہ شرح بڑی محققانہ، مفید، جامع اور معلومات کا ذخیرہ ہے۔ یہ شرح شائع ہو چکی ہے۔ پاکستان میں مکتبہ قدوسیہ لاہور اور مکتبہ الاثریہ سائیکل پبل کے اشتراک سے ۲۶ جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

(۲) تجرید : یہ کتاب ”التہمید“ کا دیباچہ یا مختصر ہے۔ اور ۱۳۵۱ھ میں مکتبہ قدوسی قاہرہ سے شائع ہو چکی ہے اور اس کا نام ٹائٹل پر ”تجرید التہمید لمافی الموطا من المعانی والاسانید والتقصی لحديث الموطا وشیوخ مالک“ درج ہے۔ حافظ ابن عبد البر نے خود اس کتاب کا تعارف درج ذیل الفاظ میں پیش کیا ہے :

”تمہید کی طوالت کی وجہ سے ہم نے موطا کی احادیث و سنن کو اس میں علیحدہ جمع کر دیا ہے اور مستند مرسل، متصل و منقطع کو میز کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ سب امام مالک کے اتباع کے نزدیک حجت و واجب العمل ہیں۔ پس اس کتاب کو التہمید کا ایک ایسا آسان مدخل (مقدمہ) خیال کرنا چاہئے جس میں امام مالک کے رواۃ کے اصل وار سال پر مختصر تنبیہ کی گئی ہے۔“ (۳۰)

(۳) کتاب الاستذکار : اس کا پورا نام ”الاستذکار بمذہب علماء و الامصار فیما تضمنہ الموطا من المعانی الراى والاثر“ ہے۔ یہ التہمید کا خلاصہ ہے اور اس کا شمار حافظ ابن عبد البر کی عظیم الشان تصانیف میں ہوتا ہے۔

شروح حدیث میں یہ کتاب بڑی اہم اور مستند خیال کی جاتی ہے۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اس کے بارے میں فرماتے ہیں :

”یہ موطا کی بہترین اور عمدہ شرحوں میں ہے، اس کے ابواب کی تنبیق میں بڑی فنی مہارت سے کام لیا گیا ہے اور مختصر ہونے کی وجہ سے نہایت مقبول و متعارف ہے۔“ (۳۱)

۱۳۱۶ھ میں مصر سے شائع ہو چکی ہے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانناز مہتمم جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۴) التغطاب حدیث الموطا / التقصی لحدیث الموطا : بعض لوگوں نے ان دونوں کو ایک ہی تصنیف قرار دیا ہے لیکن یہ دو مستقل کتابیں ہیں۔ علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ

التغطاء موطا کی احادیث مسند و متصل کے انتخاب و ترتیب و بیان سے متعلق ہے اور التقصی موطا کی منقطع، مرسل، منقول، اور بلاغات کے وصل و رفع اسناد پر مشتمل ہے۔ (۳۲)

صاحب کشف الظنون کے بیان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ (۳۳)

(۵) جامع بیان العلم و فضلہ : یہ علم کی حقیقت، علماء کی فضیلت و عظمت اور ان کے فرائض وغیرہ کے متعلق ایک مفید اور جامع کتاب ہے۔ یہ کتاب ۱۹۲۸ء میں شائع ہوئی تھی۔ احمد بن عراز ہری نے اس کا مختصر شائع کیا تو مولانا عبدالرزاق بلخ آبادی نے مولانا کا ترجمہ کر کے ندوۃ المصنفین دہلی سے شائع کیا تھا۔ اس کے مقدمہ میں انہوں نے اسلام سے پہلے اور بعد کی علمی حالت، اسلام میں علم کی اہمیت اور مسلمانوں کے علم و فن میں اشتغال و انہماک کا ذکر کیا ہے۔ (۳۴)

(۶) الاستیعاب فی معرفة الاصحاب : حافظ ابن عبد البر کی عظیم الشان اور معرکتہ الآراء کتاب ہے۔ اس کتاب کو بھی بڑی شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اور یہ کتاب حافظ ابن عبد البر کی شہرت کا ذریعہ بنی۔ علمائے فن اور اہل سیر نے اس کی بڑی تعریف و توصیف کی ہے۔ اسماء الرجال کے موضوع پر یہ بہترین کتاب ہے۔ اس میں ۳۵۸۵ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات و مناقب بیان کئے گئے ہیں۔

اسماء الرجال میں اس کے علاوہ ابو عبد اللہ بن منہ، ابو نعیم، ابن اثیر اور حافظ ابن حجر کی کتابیں مشہور و متداول ہیں۔

حافظ ابن عبد البر سے پہلے ابو عبد اللہ بن منہ اور ابو نعیم نے کتابیں لکھیں۔ اور حافظ ابن عبد البر کے بعد ابن اثیر جزیری نے أسد الغابۃ تالیف کی اور سب سے آخر میں حافظ ابن حجر نے الاصابہ فی تمییز الصحابہ لکھی، جو اسماء الرجال پر بڑی جامع اور مکمل کتاب ہے۔ حاجی خلیفہ کشف الظنون میں لکھتے ہیں :

جمع فیہ ما فی الاستیعاب وذیلہ (۳۵)

”جو کچھ استیعاب میں ہے اصابہ اس کی جامع بھی ہے اور اس پر ذیل بھی۔“

حافظ ابن عبد البر اس کی تالیف کے بارے میں فرماتے ہیں :

”کتاب اللہ کی مراد کو واضح کرنے کا اصل ذریعہ اور اس کے بعد سب سے اہم اور مقدس سنن نبویؐ نا علم ہے اور سنت کے حفظ و ضبط میں سب سے زیادہ مفید و معاون چیز رسول اللہ ﷺ کے حواری و صحابہ کی معرفت ہے کیونکہ انہی لوگوں کے نقل و بیان سے سنتیں ہم تک پہنچی ہیں۔ پس یہ لوگ نبی ﷺ اور امت کے درمیان واسطہ ہیں۔ ان کی فضیلت تعدیل اور تزکیہ کا خود اللہ اور رسولؐ نے ذکر کیا ہے۔ (۳۶)

حافظ ابن عبد البر نے اس کتاب کی ابتداء آنحضرت ﷺ کے ذکر سے بطور تبرک کی

ہے اور آپ ﷺ کا مختصر مگر جامع تذکرہ لکھا ہے۔

حافظ ابن عبد البر نے اس کتاب میں صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات زندگی ہی

قلبند نہیں کئے بلکہ روایات و اسناد پر اصول روایت کے مطابق محققانہ بحث اور کلام بھی کیا ہے۔ خود فرماتے ہیں کہ

”میں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ناموں اور اہم واقعات کو اس طرح ذکر کیا ہے کہ ان سے واقف ہو جانے کے بعد علم و معرفت حدیث میں بھی پورا درک حاصل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس میں مرسل و مسند وغیرہ کے متعلق مفید معلومات ہیں۔ (۳۷)

الاستیعاب دو جلدوں میں ۱۲۱۸ھ میں دائرة المعارف حیدر آباد دکن سے شائع

ہوئی۔ مولانا حسن بن احمد نے اس پر مختصر حواشی رقم فرمائے۔ دونوں جلدوں کے مجموعی صفحات کی تعداد ۸۰۸ ہے جبکہ ۹۶ صفحات فرست کے ہیں۔ دوسری مرتبہ ۱۳۲۸ھ میں حافظ ابن حجر کے الاصابہ کے حاشیہ پر مصر سے چار جلدوں میں شائع ہوئی۔ (۳۸)

حواشی

(۲) ابن العماد، شذرات الذهب، ج ۳، ص ۳۱۳

(۱) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۲۲۳

- (۳) معانی کتاب الانساب، ص ۴۴ (۴) شاه عبدالعزیز، بستان المحدثین، ص ۶۹
- (۵) ابن خلکان، تاریخ ابن خلکان، ج ۳، ص ۴۱۷ (۶) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۳۲۶
- (۷) ابن فرحون، الدیباچ المذہب، ص ۳۵۹
- (۸) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۳۲۶- ابن فرحون، الدیباچ المذہب، ص ۳۵۹
- (۹) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۳۲۶- ابن خلکان، تاریخ ابن خلکان، ج ۳، ص ۴۱۸- ابن فرحون، الدیباچ المذہب، ص ۳۵۷- شاه عبدالعزیز، بستان المحدثین، ص ۶۹
- (۱۰) ابن فرحون، الدیباچ المذہب، ص ۳۵۷ (۱۱) ابن خلکان، تاریخ ابن خلکان، ج ۳، ص ۴۱۸
- (۱۲) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۳۲۶ (۱۳) ابن خلکان، تاریخ ابن خلکان، ج ۳، ص ۴۱۸
- (۱۴) ابن فرحون، الدیباچ المذہب، ص ۳۵۸ (۱۵) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۳۲۶
- (۱۶) شاه عبدالعزیز، بستان المحدثین، ص ۷۰ (۱۷) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۳۲۶
- (۱۸) ابن خلکان، تاریخ ابن خلکان، ج ۳، ص ۴۱۸ (۱۹) شاه عبدالعزیز، بستان المحدثین، ص ۶۹
- (۲۰) ابن فرحون، الدیباچ المذہب، ص ۳۵۷ (۲۱) ابن خلکان، تاریخ ابن خلکان، ج ۳، ص ۴۲۱
- (۲۲) ابن خلکان، تاریخ ابن خلکان، ج ۳، ص ۴۱۸ (۲۳) ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ۱۱، ص ۱۰۴
- (۲۴) ضیاء الدین اصلاحی، تذکرۃ المحدثین، ج ۲، ص ۳۶۹ تا ۳۷۷
- (۲۵) ضیاء الدین اصلاحی، تذکرۃ المحدثین، ج ۲، ص ۳۷۵
- (۲۶) تاریخ ابن خلکان، ج ۳، ص ۴۱۸ (۲۷) شاه عبدالعزیز، بستان المحدثین، ص ۶۹
- (۲۸) محمد بن یوسف سورتی، معارف اعظم گڑھ، فروری ۱۹۳۲ء
- (۲۹) شاہ ولی اللہ، المصنفی شرح موطا، ص ۷
- (۳۰) ابن عبدالبر، تجرید، ص ۱۱۰ (۳۱) شاه عبدالعزیز، بستان المحدثین، ص ۷۰
- (۳۲) سید سلیمان ندوی، حیات امام مالک، ص ۱۰۳، ۱۰۵
- (۳۳) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج ۲، ص ۵۷۲
- (۳۴) ضیاء الدین اصلاحی، تذکرۃ المحدثین، ج ۲، ص ۹۷۲
- (۳۵) حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج ۱، ص ۹۳ (۳۶) ابن عبدالبر، مقدمہ استیعاب، ص ۹۱
- (۳۷) ابن عبدالبر، خاتمہ، ج ۲، ص ۸۶
- (۳۸) ضیاء الدین اصلاحی، تذکرۃ المحدثین، ج ۲، ص ۲۸۳